© rasailojaraid.com

مرزا مغل اور جنگ آزادی

(از جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی میں جن ہستیوں کا حصّہ ہے ان میں امیر الملک مرزا مغل بیگ بہادر بھی نمایاں شخصیت کے حامل تھے دلی میں ابوظفر بہادر شاہ کے بعد مرزا مغل کی شجاعانہ سرگرمی اور مردانگی اپنی جگہ ایک درجہ رکھتی ہے۔

غدر کی تاریخ میں ان کے کمزور پہلو کو اجاگر کیا گیا مگر ان کی مساعی کو اور جنگی کارگذاری کو نظر انداز کیا گیا۔ اس جنگ میں بہادر شاہ کے نام سے تاریخ غدر میں جو کچھ کارہائے نمایاں ہیں ان کا بڑا حصہ مرزا مغل کی سعی کا رہین منت ہے۔ دلی میں انگریزی اقتدار نے کل شہر والوں کو بہ لطائف الحیل اپنا لیا تھا اور وہ اس قدر پست ہمت ہو چکے تھے کہ انگریز کے ہر عمل کو ٹھنڈے دل سے قبول کر رہے تھے۔ اکبر شاہ کے عہد سے کامل تسلط انگریز کا ہو چکا تھا باوجود یکہ شاہ عالم نے بنگال کی دیوانی کمپنی کو دیتے وقت یہ رعایت مانگی تھی کہ قاضی و مفتی کے عہدے قایم رہیں گے اور حکومت اسلامی قانون کے مطابق چلتی رہے گی اور دفتری زبان فارسی کو رکھا جائے گا۔ لیکن مغربی سیاست ملکہ یورپی خمیر اکثر وعدہ کو ایک موہوم شے تصور کرتا ہے اور موقعہ شناسی کا بہت قائل ہے چنانچہ اکبر شاہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اپنا نظام کمپنی نے مرتب کر لیا بلکہ مدراس اور بنگال کے حصوں میں رائج بھی کر دیا۔

دلی میں لے دے کے ایک محکمہ قضاۃ رہ گیا تھا اس پر نظر عرصہ سے تھی وہ توڑ دیا گیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور الہ آباد میں صدر نظامت کی تشکیل کی گئی تو اس محکمہ میں مفتی انعام اللہ خاں بہادر گوپاموی مفتی تھے ان کو بھی صدر کر دیا گیا اور یہیں عہدے انگریزی علما کو دے دیے گئے دلی میں صدر الصدور ان دنوں مولانا فضل امام خیرآبادی رہے بعض علمائے دلی انگریز کی اس مداخلت کو گوارا نہ کر سکے انھوں نے ہجرت اختیار کی مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب وغیرہ حجاز چلے گئے شاہ اسمعیل شہید نے سرحد کا رخ کیا کہ مجاہدین سرحدی علاقہ میں پیدا کیے جائیں اور اس اقتدار نصرانیت سے پھر کھلے ہندوستان کو پاک کیا جائے مگر زندگی نے وفا نہ کی جام شہادت نوش کیا مگر یہ خدمت قدرت نے نواب چینا پٹن کے ساتھ اور صدر دلاور جنگ مولوی سید احمد علی مشہور احمد اللہ شاہ کے مقدر میں لکھی تھی۔

لطف یہ ہے کہ مفتی صدر الدین خاں آزردہ اور امام مومن راستے سے جلیل القدر لوگ انگریز کی ذیلی ملازمت میں بہہ گئے اس کی تفصیل تاریخ خاندان مفتیان[۱] میں ہے۔

پہلی جنگ آزادی میں لیڈر شپ جس کے حصہ میں آئی وہ مولوی احمد اللہ شاہ [illegible] الذکر فرد تھا جس نے جوانی اور بڑھاپا انگریزوں کے خلاف جہاد قائم کرنے میں بتا دیا۔ آخر میں ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ کے نصف حصہ پر قبضہ کیا سرمحل کی تنظیمیں دیں اور ملک و وطن پر آخر کو نثار ہو گیا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اپنوں کے ہاتھوں تمام ہوا[۲]۔

غدر کی تاریخوں میں مولوی احمد اللہ شاہ کا ذکر ضمنی صورت سے آتا ہے مگر انگریزوں نے جو غدر پر کتابیں لکھیں ان میں ان کی سیاسی سرگرمی پر کافی روشنی ڈالی ہے۔

مسٹر جی ڈبلیو فارسٹر نے اپنی مشہور کتاب ہسٹری آف دی انڈین میوٹنی میں لکھا ہے

احمد اللہ عالم باعمل ہونے سے مولوی تھا اور روحانی طاقت کی وجہ سے صوفی تھا۔

---

۱ تاریخ خاندان مفتیان از مفتی محمد حسن گوپاموی ۲ سوانح احمدی از مولانا ثاقب لکھنوی ۳ تاریخ شاہجہانپور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور جنگی مہارت کی وجہ سے وہ سپاہی اور سپہ سالار تھا اس کے متعلق مختصر نوٹ جو چارلس بال نامی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے وہ ان کی خصوصیات کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

"اودھ کے باغیوں کی بنیاد پر اور سازش کی تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا اس مولوی کو انگریز حکام بحیثیت احمد شاہ فقیر اور صوفی درویش سے جانتے تھے شمالی مغربی صوبہ جات میں ظاہرہ مذہبی تبلیغ کی خاطر پھر چکا تھا لیکن فرنگیوں کے لیے یہ راز ہی رہا اپنے سفر کے دوران میں ایک عرصہ تک وہ آگرہ میں مقیم رہا اور حیرت انگیز اثر شہر کے مسلم باشندوں پر ہوا شہر کے مجسٹریٹ ان کی حرکات و حرکت پر نظر رکھتے تھے عرصہ کے بعد اس کا یقین ہو گیا کہ وہ برطانوی حکومت کے خلاف رہ کر سازش کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کو کسی باغیانہ جرم میں ملوث نہ پایا گیا وہ آزاد رہے ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں فیض آباد میں نظر بند کر دیئے گئے تھے باغیوں نے چھڑا کر اپنا سردار بنا لیا اور وہ ایک طاقتور فوج کے سپہ سالار بن گئے"

اس طرح مولوی لیاقت علی الٰہ آبادی امیر المجاہدین مولوی سرفراز علی مہاراجہ نانا راؤ پیشوا عظیم اللہ خاں کا نپوری جنرل سردار تانتیا ٹوپی انگریز کے اقتدار کے خلاف سرگرم سعی تھے آگے جا کر سب مولوی احمد اللہ شاہ کے جھنڈے کے نیچے آ جمع ہوتے۔ انگریز مقابلہ نہ کر سکا انہوں نے ان کے ساتھ دغا کی اور ان کی اسکیم ناکام بنی "غدر کے چند علما" اور ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علما" میں تفصیل آ چکی ہے اس جگہ صرف مرزا مغل کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

امیر الملک دلاور جنگ مرزا ظہور الدین عرف مرزا مغل بیگ بہادر مرزا مغل خلف ابوظفر محمد بہادر شاہ ثانی۔ نواب شرافت محل کے بطن سے تھے۔ حافظ داؤد سے کلام مجید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور میاں محمد جیون سے فارسی پڑھی۔ بچپن سے تیر و تفنگ کا شوق تھا۔ فتح الملک مرزا فخرالدین بہادر کے باغ میں استاد شرف الدین ابن میر نجم الدین اور میر واحد علی ابن میر حامد علی شمشیر باز سے فنون سپہ گری سیکھے۔ تمام شہزادے تیراندازی کی مشق کرتے حضرت ظل سبحانی بھی اکثر ادھر سے گذرتے ہوتے باغ تشریف لے جاتے اور شہزادوں کے کرتب دیکھ کے محظوظ ہوتے۔[۱]

استاد فیض بخش جو آصف الدولہ کے منہ لگے تیرانداز تھے ان کے خلف رحیم بخش لکھنؤ سے دہلی آئے اور شہزادوں کے اتالیق مقرر ہوئے ان کی توجہ مرزا مغل کی طرف زیادہ تھی۔ مرزا فرخندہ شاہ۔ مرزا بختاور۔ مرزا تیمور۔ مرزا خضر سلطان مرزا عبداللہ شہزادگان سے تیراندازی میں سبقت لے گئے تھے۔[۱]

مرزا مغل طبعاً شجاع اور دلیر واقع ہوئے تھے۔ قلعہ معلی (لال حویلی) میں بادشاہ ذیجاہ کی شعر گوئی اور سخن فہمی اور ذوق و غالب کی بدولت شعر و شاعری کی گرم بازاری تھی آئے دن مشاعرے ہوتے۔ مرزا مغل کو شاعری سے زیادہ دلچسپی نہ تھی پھر بھی باپ کا اثر لیئے بغیر نہ رہ سکے شعر کہنے لگے اور استاد ذوق سے اصلاح لیتے تخلص مغل تھا۔[۲] زیادہ طبیعت کا رجحان عیش و عشرت کی طرف تھا۔

شکل و صورت میں باپ پر کم ماں پر زیادہ پڑے تھے ظل سبحانی کی گہری سانولی رنگت تھی ان کی قدرے کھلتی ہوئی۔ قد اوسط۔ لمبا چہرہ۔ بڑی بڑی آنکھ۔ لمبی گردن۔ چوکا ذرا اونچا۔ پتلی ستواں ناک بڑا دہانہ۔ چھدری ڈاڑھی۔ لباس فاخرہ پہننے کا شوق۔ بھیلے جوان تھے فضول خرچ بہت زیادہ باپ سے جو وظیفہ ملتا چند دنوں میں اٹھا بیٹھتے۔ ان کے

---

[۱] داستان غدر۔ [۲] حدیث قدسی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہاں آئے دن محفل رقص و سرود جمتیں۔ بقول شخصے بے فکری سے دن بیت رہے تھے
۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ سے سرکار کمپنی کی فوج اپنے افسروں کی ظالمانہ حرکت سے متاثر
ہو کر باغیانہ اسپرٹ سے دہلی آئی یہاں سان و گمان نہ تھا سب ہو چکا ہو گئے ان انقلابیوں
نے فرنگیوں کو مارا اور لوٹ مار مچا دی بہادر شاہ اس طوفان سے بچنا چاہتے تھے مگر پھر حرارت
خاندانی عود کر آئی ادھر مرزا مغل اور نواب زینت محل جو مرزا جوان بخت کی ولی عہدی کی وجہ
سے انگریز سے خفا تھیں انھوں نے ظل سبحانی کی ڈھارس بندھائی۔ تمام فوج نے مرزا مغل حضرت سلطان
مرزا ابو بکر کے لیئے بادشاہ سے اصرار کیا کہ ان کو ہمارا سردار مقرر کر دو۔ بادشاہ نے اولاً انکار
کیا اس پر مرزا مغل روٹھ کر اپنی والدہ کے محل چلے گئے ادھر بادشاہ نے فوج کی حالت دیکھی
اور ان کی جاں نثاری کا خیال آیا مرزا مغل کو بلا طرفین کی رضامندی سے مرزا مغل کمانڈر بنا دیے
گئے[۱] اور سرپرست فوج کے خود بادشاہ ہوئے بادشاہ کے مشیر خواجہ سرا محبوب علی ملکہ زینت
محل نانلی بیگم و آغا بیگم ہمشیرگان مرزا مغل بادشاہ کی دوسری بیوی اشرف النساء تھیں
انھوں نے کہہ سن کر بادشاہ کو آمادہ کیا کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان پر شہنشاہیت
پھر نئے سرے سے کیجئے بادشاہ ضعیف بہت ہو چکے تھے۔ مگر مغلیہ حرارت جوش میں لے آئی
اور کھلم کھلا انگریز کے مخالف ہو گئے۔ حکیم احسن اللہ خاں اور بادشاہ کے سمدھی مرزا الٰہی بخش
ان کا بادشاہ کہنا بہت مانتے تھے مگر ہر دو انگریز کے پٹھو تھے۔

شاہزادے مرزا خضر سلطان مرزا ابو بکر مرزا عبداللہ رجمنٹوں کے کرنل بنائے گئے۔

کمانڈر انچیف کے میر منشی جوالا ناتھ تھے اور بادشاہ کے سکریٹری مکند لال۔

بادشاہ نے مرزا مغل کے اصرار پر دوسرے روز دربار عام کیا تمام عمائد شہر اور فوجی

---

[۱] مقدمہ بہادر شاہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افسران کو شرکت کی دعوت دی۔ مفتی صدر الدین خاں آزردہ۔ مولانا امام بخش صہبائی۔ مولوی محمد باقر ایڈیٹر اخبار۔ نواب احمد قلی خاں۔ حیدر حسن۔ مغل بیگ۔ حکیم احسن اللہ خاں۔ محمد ولد غل مرزا عبداللہ۔ مرزا کوچک۔ مولوی سعید دہلوی۔ مرزا منیر الدین۔ نواب ولی داد خاں رئیس مالاگڑھ۔ مولوی محبوب علی۔ مرزا خضر سلطان۔ مرزا ابوبکر۔ مرزا جوان بخت۔ مرزا مغل۔ نواب امین الدین خاں۔ نواب ضیاء الدین خاں۔ مرزا بیدار بخت۔ راجہ دیبی سنگھ۔ سالک رام کمانڈر ہیرا سنگھ۔ راجہ ناہر سنگھ رئیس بلبھ گڑھ شریک ہوئے مشورے سے ایک الگ جنگی کاونسل بنائی گئی وزیر جنگ جواں بخت مقرر ہوئے کمانڈر مرزا مغل تھے ہی مرزا ابوبکر اور مرزا عبداللہ اپنے عہدوں پر برقرار رہے نگراں کاونسل کی نواب زینت محل مقرر ہوئیں۔[1]

مرزا غالب دربار میں شریک نہ ہو سکے سکہ کہکر بادشاہ کی خدمت میں ارسال کیا

بزر زد سکۂ کشور ستانی　　سراج الدین بہادر شاہ ثانی[2]

بادشاہ نے ہندوستان کے راجگان اور نوابوں کے نام فرمان جاری کیا مرزا مغل خوش رو اور شان و شوکت کے شہزادے تھے تمام انگریز سے باغی فوج اور اس کے افسران شہزادہ کے گرویدہ تھے بلکہ انھوں نے یہ مشورہ کیا کہ بادشاہ بہت ضعیف ہیں مرزا مغل کو بادشاہ بنایا جائے جبکہ بادشاہ پر مقدمہ جرم بغاوت کا چلایا گیا تو مرحوم بادشاہ نے اپنے بیان میں فرمایا۔

باغی مجھے معزول کرکے میری جگہ مرزا مغل کو بادشاہ بنا رہے تھے[3]

مرزا مغل چالاک نہ تھے ورنہ اس موقعہ سے خود بادشاہ بن جاتے تو ملک کا نقشہ دوسرا ہوتا مرزا مغل نے مورچہ لگایا　انگریزی فوج سے مقابلہ ہوا مگر قدم کچھ آگے نہ بڑھے۔

---

۱ غدر کی صبح و شام ۲ ذکر غالب از مالک رام ایم۔اے صفحہ ۵۰ ۳ بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۳۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جولائی ۱۸۵۷ء میں جنرل بخت جو گورنمنٹ کا صوبہ دار تھا اور نواب نجیب الدولہ سے قرابت قریبہ بھی ننہیالی رشتہ نوابان اودھ سے بھی تھا پیدائش سلطان پور کی تھی نواب خان بہادر خاں کو بریلی کی نوابی پر متمکن کر کے نانا راؤ پیشوا رئیس بٹھور (کانپور) کے بھائی بالا صاحب گوکھلے (ملہار راؤ) کو ہمراہ لے کر دہلی روانہ ہوا۔ توپ خانہ فوج معہ سپہ تین لاکھ ساتھ تھا بادشاہ کی طرف سے استقبال شایان شان کیا گیا۔ بادشاہ نے حضوری میں شرف باریابی عطا کیا اور ان سے خوش ہو کر لارڈ گورنر تمام فوج کا بنا دیا[1]۔

مرزا مغل اور جنرل بخت خاں ہل مل گئے باہمی مشورہ سے شہر کا انتظام کیا گیا اور انگریزی فوج سے اگر جنگ کا موقعہ آیا تو کامیابی رہی مگر مرزا الٰہی بخش اور حکیم احسن اللہ خاں کے ذریعہ جو تدابیر جنگی مرزا مغل اور جنرل صاحب اختیار کرتے انگریزوں کو اطلاع ہو جاتی۔ ادھر یکایک فوج میں جنرل صاحب کی طرف سے غداروں نے بددلی پھیلا دی اور شہرت دے دی کہ جنرل انگریزوں سے ساز باز کیے ہوئے ہے الور کی طرف سے ایک جماعت انقلابیوں کی آئی ٹونک سے مجاہدین آئے مولانا فضل حق خیر آبادی الور سے آئے بادشاہ سے قدیم مراسم تھے[2] قلعہ میں جا کر ملے جنرل بخت خاں نے مولانا سے شرف ملاقات حاصل کیا[3]۔ مولانا نے رنگ تحریک کا دیکھا چنانچہ آخری تیر ترکش سے نکالا جمعہ کو بعد نماز جامع مسجد میں علماء کے سامنے تقریر کی اور استفتاء جہاد پیش کیا مفتی صدر الدین خاں آزردہ۔ مولوی عبدالقادر دہلوی قاضی فیض اللہ دہلوی۔ مولوی فیض احمد بدایونی۔ ڈاکٹر مولوی وزیر خاں اکبر آبادی مولوی سید مبارک شاہ رام پوری وغیرہ نے دستخط کیے فتوے کے شائع ہوتے ہی شورش بڑھ گئی[4] اور

---

[1] جنرل بخت خاں روہیلہ از سیدہ انیس فاطمہ بریلوی (مصنفہ) [2] داستان غدر از ظہیر دہلوی [3] مولانا فضل حق و عبدالحق خیر آبادی مرتبہ انتظام اللہ شہابی مطبوعہ مجلس مصنفین علیگڈھ [4] "غدر کے چند علماء"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجاہدین میں ولولۂ شہادت پیدا ہو گیا بقول مولوی ذکاء اللہ دہلوی نوے ہزار فوج معہ مجاہدین کے دہلی میں آ جمع ہوئے[۱]۔

مرزا الٰہی بخش نے یہ دیکھا مرزا مغل اور جنرل بخت خاں کے گٹھ جانے سے طاقت بڑھتی جا رہی ہے اور مولوی رجب علی کے ذریعہ پیغام افسران انگریزوں کا آیا کہ ہر دو کو بیگانہ کرا دو مرزا الٰہی بخش نے شہزادہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے کہ بخت خاں خود بادشاہ بنا چاہتا ہے بادشاہ کو آلۂ کار بنا رکھا ہے اور اپنی حکومت کے لئے اس طرح راہ صاف کی جا رہی ہے اگر انگریز یہ کامیاب ہوا تو سخت نقصان اٹھانا پڑے گا یہ غلام قادر روہیلہ کا عزیز ہے مرزا مغل خود مختار بادشاہت کے خواب دیکھ رہے تھے پھر تو مرزا خفیہ جوڑ توڑ کرنے لگے بادشاہ سے شکایت کی بادشاہ ہر دو کی صفائی کرا دیا کرتے جنرل مقابلہ کے لئے تیاری کرتا مرزا مغل رخنہ اندازی کرتے۔

اس کشمکش میں فوجیں قابو سے باہر ہو گئیں انتظام کی مشین بگڑ گئی[۲]۔

۷ر ستمبر کو انگریزی فوج نے دہلی پر حملہ بول دیا پنجابی فوج نے خونخواری دکھائی ۸ر ستمبر کو کشمیری گیٹ پر قبضہ ہو گیا یہاں کا مورچہ مرزا مغل کے قبضہ میں تھا اب ان کی آنکھیں کھلیں مگر وقت گذر چکا تھا پھر ۱۱ر ستمبر کو جنرل بخت خاں کے ہمنوا ہو کر انگریز کی فوج پر گولہ باری کی دشمن کے ۳۲۹ آدمی جان سے مارے گئے ۱۴ر ستمبر کو جنرل نکلسن نے پوری طاقت سے یلغار بول دی بادشاہ گھبرا گئے قلعہ سے معہ اہل خاندان کے نکل آئے مرزا مغل نے چاہا بادشاہ وہاں سے نہ ہٹیں مگر احسن اللہ خاں اور نواب زینت محل آخرش مقبرہ ہمایوں میں لے آئیں جنرل صاحب بادشاہ کے پاس آتے اور کہا کہ آپ میرے ساتھ نکل چلئے موقعہ سے انگریز سے مقابلہ کیا جائے گا

۱؎ تاریخ بغاوت ہند ۲؎ دیباچہ مقدمہ بہادر شاہ صفحہ ۲۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر مرزا الٰہی بخش کے کہنے سُننے سے بادشاہ نہ ٹلے آخر ش جنرل صاحب معہ توپ خانہ اور فوج کے لکھنؤ چلتے ہوئے۔[1] الٰہی بخش میجر ہڈسن کو خبریں پہنچا رہا تھا۔ جنرل کے جاتے ہی وہ مقبرہ میں آیا بادشاہ کو پالکی میں سوار کر کے معہ نواب زینت محل کے لال کنوئیں پر "زینت محل" میں نظر بند کر دیا اور مرزا خضر سلطان مرزا مغل اور مرزا ابوبکر کو باہر بلا کر پہلے دھوکے سے ہتھیار لیئے اور رتھ میں سوار کرایا مرزا عوبش بھی ساتھ تھے وہ نکل گئے۔ راستہ میں رتھ بان چلتا ہوا مرزا مغل کے خواص حسین مرزا رتھ ہانکنے لگے جیل خانہ کے سامنے لاکر میجر ہڈسن نے رتھ سے ان کو اُتارا کہا کمانڈر انچیف کون ہے مرزا مغل نے کہا میں ہوں اُن سے کہا لباس اُتار دو انھوں نے خوش دلی سے اُتار دیا بازو "بیر بکہ" تھا وہ حسین مرزا کو دیا نواب شرافت محل کو دے دیں۔

ہڈسن نے بندوق اُٹھا کر گولی کا نشانہ لگایا مرزا مغل نے کلمۂ شہادت پڑھا اور گر پڑے مرزا ابوبکر نے للکار کر کہا ہڈسن تو نے دغا کی اُن کو بھی گولی ماردی خضر سلطان گھبرا گئے وہ گولی کا نشانہ بنے ان کے سر کاٹے گئے اور ایک خوان میں رکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجدیئے اور ایک چلو خون خود ہڈسن نے پیا۔[2]

حسین مرزا کیہ لے کر نواب شرافت محل کے پاس گئے انھوں نے نہیں لیا اُن سے کہا تم کو مغل نے دیا ہے اپنے پاس رکھو۔

خوان بادشاہ کے پاس لاتے گئے تو سر پوش اُٹھا کر کہا۔ الحمد للہ تیمور کی اولاد ایسی ہی سرخرو ہو کر باپ کے سامنے آیا کرتی ہے۔[3]

اس کے بعد شہزادوں کی لاشیں کوتوالی کے سامنے لٹکائی گئیں اور سر جیل خانہ کے سامنے خونی دروازہ پر لٹکائے گئے۔

---

[1] منتخب التواریخ حصہ دوم [2] دہلی کی جانکنی صفحہ ۵۳ [3] ایضاً صفحہ ۵۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ہڈسن کو اس فعل پر مبارک باد دی مرے پیارے ہڈسن تم اور تمہارے گھوڑے کو بھی شاہ کے گرفتار کرنے اور اس کے بیٹوں کو قتل کرنے پر مبارک باد ہو۔ مجھے امید ہے کہ تم ایسے مزید کارنامے کروگے۔[1]

دلی میں قتل عام شروع ہوگیا شارع عام پر پھانسی گھر بنا دئے گئے والیول لکھتا ہے

"انگریزوں نے فتح دلی کے بعد جو لوٹ دلی میں جائز رکھی وہ وحشی نادر شاہ نے بھی نہ مچائی تھی۔"

حضرت ظفر فرماتے ہیں۔

ساری رعایائے ہند تباہ ہوئی کہو کیا کیا ان پہ جفا ہوئی
جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ تو قابل دار ہے[2]

---

[1] پربھات لاہور ۱۱ر جنوری ۱۹۴۶ء (جھانسی کی رانی) [2] مغل شہزادے از انتظام اللہ شہابی

مکمل لغات القرآن مع فہرست الفاظ جلد سوم

جو ۱۹۴۶ء کی مطبوعات میں سے ہے طبع ہو کر پریس سے آگئی ہے قیمت غیر مجلد چار روپے ۱۹۴۶ء کی دوسری اہم کتاب "ترجمان السنۃ" ارشادات نبوی کا جامع اور مستند ذخیرہ بھی طبع ہو کر پریس سے آگیا ہے۔ قیمت غیر مجلد عہ، مجلد عـہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آمد نامہ

مؤلفہ مولانا فضل امام عمری خیرآبادیؒ

از جناب حکیم محمد بہاؤالدین صاحب ۔ صدیقی

سوانح: مولانا فضل امام صاحب عمری خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ ابن شیخ محمد ارشد قاضی زادہ فاروقی ہرگامی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے آپ ہندوستان کے جلیل القدر عالم تھے اپنے ننھال قصبہ خیرآباد میں پیدا ہوئے بعد شعور سے کسب کمالات علمیہ کی طرف توجہ منعطف فرمائی بالآخر مولانا سید عبدالواجد صاحب خیرآبادی شاگرد رشید مولانا محمد اعلم صاحب سندیلی سے فراغ حاصل کیا۔ علوم ادبیہ وعقلیہ کے امام وفاضل باکمال اور انگریز دشمن جماعت علمائے ہند کے رکن رکین مولانا فضل حق عمری خیرآبادی اسیر قید فرنگ اور مؤلف ثورۃ الہندیہ کے والد ماجد اور شمس الحق مولا عبدالحق خیرآبادی کے جدامجد تھے حکومت انگریزی کی جانب سے عرصہ تک دہلی کی صدر الصدوری پر متمکن رہے ۔ مولانا شاہ صلاح الدین صفویؒ گوپاموی تلمیذ مولانا محمد اعلم سندیلی وخلیفہ حضرت شاہ قدرت اللہؒ قدوائی صفوی مینائی صفی پوری سے بیعت ارادت تھی جیساکہ حضرت شاہ صاحب کے ایک خط مملوکہ ومقبوضہ راقم الحروف سے ثابت ہوتا ہے ۔ مولانا نے فرائض صدر الصدوری انجام دیتے ہوئے بھی مشاغل علمیہ وخدمات فنیہ کو جاری رکھا اور اپنے عہد کے معرکۃ الآراء ومعیاری کتب درس نظامی میرزاہد ملا جلال ومیر زاہد رسالہ پر حواشی ومنہیات تحریر کیے۔ نیز علم منطق میں ایک مستقل رسالہ بنام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مرقات" تالیف کیا جو اس وقت تک اکثر و بیشتر مدارس عربیہ میں پڑھایا جاتا ہے اس کے علاوہ ۱۲۲۷ھ میں شفاء شیخ الرئیس کی تلخیص لکھی جو اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

کتب متذکرہ کے علاوہ فارسی میں زیب عنوان رسالہ "آمدنامہ" بھی تالیف فرمایا۔ یہی رسالہ ان سطور کی علت غائی ہے۔ اس رسالہ میں قواعد صرف و نحو کے علاوہ دیگر علوم و فنون کے ساتھ تقریباً ۴۳ شعرائے فارسی اور قصبات اودھ اور اس کے جوار و دیار کے ایسے ۳۱ علماء و فضلاء کا تذکرہ لکھا ہے جنہیں زیادہ تر غیر معروف مگر کامل الفن حضرات ہیں اور ان میں سے اکثر و بیشتر شخصیتوں کا ذکر کسی تذکرہ علماء میں نظر نہیں آتا ہے۔ نیرنگی زمانہ سے جب مولانا موصوف کے کتب خانہ کے جملہ نوادر کو مولوی محمد سبحان اللہ صاحب رئیس گورکھپور وغیرہم نے خرید لیا تو نہ معلوم کس طرح یہی ایک رسالہ باقی رہ گیا تھا اس کو کتب خانہ وقفی خانقاہ محبوبیہ قلندریہ لاہرپور ضلع سیتاپور (اودھ) کیلئے خرید لیا گیا کیونکہ یہ حضرت مولانا کے دست خاص کا لکھا ہوا پہلا مسودہ ہے ابھی حال میں کرم خوردہ ہو جانے کے سبب سے اس کی نقل بھی کرالی گئی ہے تاایندم دونوں نسخے محفوظ ہیں اور اس وقت میرے پیش نظر ہیں۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اس مسودہ کی تبییض بھی نہیں ہو سکی اسی لئے اس نام کی کوئی کتاب فہرست کتب خانہ جات میں نظر نہیں آئی حضرت مولانا نے ہمیشہ اپنی زندگی کو علمی خدمات میں گزارا اور اسی حالت میں تاریخ ۵ رماہ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ ہجری اس دنیائے فانی کو وداع کہا۔ متعدد اولاد ذکور و اناث میں مولانا فضل حق جیسی عظیم المرتبت ہستی یادگار چھوڑی۔ تلامذہ کی بھی معقول تعداد تھی جن میں مفتی محمد صدر الدین خاں دہلوی اور فضل العلماء خان بہادر ابو علی محمد ارتضا علی خاں صفوی ثانی گوپاموی قاضی القضات ممالک محروسہ ارکاٹ متعلقہ حکومت مدراس معقولات میں اور تمامی علوم و فنون باستثنائے علم حدیث میں مولانا فضل حق خیرآبادی فرزند رشید سب سے زیادہ سربرآوردہ

© rasailojaraid.com